جماعت برطانیہ کی مہمان نوازی کا تذکرہ اور مہمانوں کو قیمتی نصائح

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷؍ستمبر ۱۹۸۲ء بمقام مسجد فضل لندن کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

اگر چہ اس قسم کے اجتماعات کے موقع پر عام طریق یہی ہے کہ انگریزی زبان میں خطاب نہ کیا جائے۔لیکن بعض مقامی احباب اور اُن مہمانوں کی وجہ سے جو اردو سے واقف نہیں ہیں میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں آپ سے انگریزی میں خطاب کروں۔

اس کے علاوہ میرے ذہن میں ایک وجہ ان بچوں کی موجودگی بھی ہے جو پیدا تو پاکستانی والدین کے گھر ہوئے ہیں لیکن بد قسمتی سے وہ اپنی مادری زبان سے اسقدر بھی واقف نہیں کہ کم از کم عمومی قسم کے خطابات کی اردو ہی سمجھ سکیں۔اور زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ وہ بعض اوقات اس بات پر فخر کرتے ہیں جبکہ یہ شرم کا مقام ہے۔اردو یا کسی اور زبان سے واقفیت نہ ہونا کوئی فخر کی بات نہیں۔لیکن اپنی مادری زبان سے ناواقفیت تو بہت ہی شرم کی بات ہے۔یہ ایک ایسا احساس ہے جسے احساس کمتری کہا جاتا ہے۔اور احمدیوں کو اس سے بلند ہونا چاہئے۔چنانچہ مجھے امید ہے کہ آئندہ جماعت اس بات کی ذمہ داری اٹھائے گی کہ جو لڑکے اور لڑکیاں پاکستانی گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں اردو زبان کا نہ

صرف اچھی طرح علم رکھتے ہوں بلکہ انہیں اردو ادب سے بھی واقفیت ہو اور اسی طرح وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تحریرات سے بھی بخوبی واقف ہو جائیں۔ چنانچہ اس طرف خاص توجہ کرنی چاہئے۔

اب میں ایک ایسے سوال کی طرف آتا ہوں جس کی اہمیت ہے تو عارضی لیکن پھر بھی اسے بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن پہلے میں مقامی لندن جماعت کی طرف سے اسلامی روح کے ساتھ پیش کی گئی مہمان نوازی پر خلوصِ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے باہر سے آنے والے تمام مہمانوں کے لئے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیئے۔ انہوں نے اس بات کے باوجود ان کی خاطر داری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی کہ یہاں گھر عموماً چھوٹے ہیں اور غسلخانے وغیرہ کافی نہیں۔ چنانچہ خصوصاً ان مہمانوں کے لئے جن سے ان کی کوئی رشتہ داری بھی نہیں انہوں نے واقعی بڑی قربانی دی ہے۔ کیونکہ جب ایک گھر میں کچھ مہمان بھی موجود ہوں تو واقعتہً بعض مشکلات کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں گھروں میں ملازمین بھی میسر نہیں جو مشرقی ممالک میں درمیانہ درجہ کے گھروں میں بھی میسر ہوتے ہیں جو کپڑوں کی دھلائی اور کھانا وغیرہ تیار کرنے میں مدد ہو جاتے ہیں اور اس طرح یہاں کی طرزِ زندگی کے ساتھ ایسے مسائل جڑے ہوئے ہیں جن کو نظر میں رکھتے ہوئے ان کی مہمان نوازی کا معیار بہت بلند ہو جاتا ہے اور ہمیں اسی کے مطابق ان کا شکر گذار ہونا چاہئے۔

بے شک اسلام میں مہمان نوازی کا تصور تین دن تک کے لئے ہے۔ تیسرے دن کے سورج ڈھلنے تک یا زیادہ سے زیادہ چوتھے دن کے سورج نکلنے تک اور احادیث میں یہاں تک ہی یہ ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن لندن جماعت میں اسکا عرصہ بعض اوقات دو ہفتوں تک بڑھ جاتا ہے کیونکہ بعض دوست جو پاکستان یا کسی اور ملک سے آئے ہوں، سوچتے ہیں کہ یہاں آنے تک کرایہ وغیرہ کے جو اخراجات ہوئے ہیں وہ صرف چند دن کی رہائش میں پورے نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ قدرتی طور پر اس وجہ سے اور اس وجہ سے کہ وہ انگلستان کی اچھی طرح سیر کرنا چاہتے ہیں انہیں یہاں زیادہ ٹھہرنا پڑتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات تین دن تین ہفتوں میں بدل جاتے ہیں اور اس کے باوجود مقامی دوست یہ ذمہ داری اٹھائے رکھتے ہیں۔ اور بعض اوقات تو ہفتے مہینوں میں بدل جاتے ہیں اور چوتھے دن کا سورج نکلنے کی بجائے چوتھے مہینے کا نیا چاند مہمانوں کو انہیں کے گھروں میں پاتا ہے۔

لیکن جیسا کہ پہلے میں کہہ چکا ہوں یہ لوگ نہایت صبر کے ساتھ اور نہایت پیار کے ساتھ شکوہ کا ایک لفظ بھی زبان پر لائے بغیر یہ سب کچھ برداشت کرتے ہیں۔ مگر آنے والوں کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اسلام میں اچھے روّیہ کا حکم یکطرفہ نہیں ہے۔ فریقین پر ایسی ذمہ داریاں ہیں جو دونوں طرف سے نباہنی چاہئیں۔ چنانچہ مہمانوں پر بھی کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں اور انہیں ان کا پوری طرح خیال رکھنا چاہئے۔ انہیں بوجھ نہیں بننا چاہئے اور کسی شریف آدمی کے اخلاص سے ناواجب فوائد نہیں اٹھانے چاہئیں۔ اگر وہ اس بات کا خیال نہ رکھیں تو آئندہ جماعت میں کئی مسائل کھڑے ہو جائیں گے۔ کیونکہ خدا کی خاطر احمدیوں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرنا کوئی ایسی روایت نہیں جو تھوڑے عرصہ کے لئے ہو۔ یہ کوئی عارضی کام نہیں بلکہ یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہمارے ساتھ چلے گا۔ چنانچہ ہمیں مہمان نوازی کی اعلیٰ روایات کو نقصان نہ پہنچانے اور لوگوں کی ہمدردی سے ناجائز فوائد حاصل نہ کرنے کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ مگر اسوقت میرے ذہن میں کہنے کی کچھ اور باتیں ہیں اور جو یہاں آتے ہیں میں ان کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

آج سے کوئی تین ماہ قبل اتفاقاً یہ بات علم میں لائی گئی۔ میرے علم میں یہ بات کوئی دوست جولندن سے ہوکر آئے تھے لائے کہ یہاں اکثریت ایسی ہے جو مہمان نواز ہے اور جماعتی کاموں میں آگے آگے ہیں اور اپنی شکایات کا کسی سے ذکر بھی نہیں کرتے۔ کچھ تھوڑے سے لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی شکایات کا برملا اظہار کرتے ہیں۔ وہ آنے والے مہمانوں کے برے رویہ کا ذکر بڑے زور شور سے کرتے رہتے ہیں جس سے ان ممالک کے رہنے والوں کو بہت شرم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ اسی لئے میں نے اس موضوع کو اٹھایا ہے۔ گو بظاہر یہ معاملہ لندن سے تعلق رکھتا ہے مگر آپ کے سامنے اسے پیش کرنے سے میری مراد ساری جماعت کو نصیحت کرنا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ معاملہ بظاہر چھوٹا سا ہے لیکن دراصل یہ چھوٹا سا نہیں ہے۔ اور اگر اس پر ابھی سے توجہ نہ دی جائے تو یہ بالآخر جماعت کے بنیادی مقصد پر حملہ آور ہو جائیگا۔ اس سے بھی زیادہ میرے علم میں یہ بات لائی گئی کہ بعض لوگ یہاں آ کر قرض اس وعدہ پر لے لیتے ہیں کہ واپس جاتے ہی وہ یہ رقم واپس کر دیں گے مگر پھر ان کا یہ تھوڑا سا عرصہ دنوں سے ہفتوں اور پھر مہینوں اور بعض دفعہ سالوں پر محیط ہو

جاتا ہے۔ یہ بہت قابل شرم بات ہے۔ یہ ہے وہ بات جسے میں سنگین جرم کہتا ہوں۔ یہ برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ان کے احسان کا نہایت برے طریق سے بدلہ اتارنا ہے۔

چنانچہ میں تمام آنے والوں کو تنبیہ کرتا ہوں کہ عمدہ رویہ اختیار کریں۔ اگر وہ ان کے احسانات کا بدلہ اچھے طور پر نہیں اتار سکتے اور بدلہ وصول کرنے کی خواہش میز بانوں کو ہے بھی نہیں تو کم از کم ایک اچھے انسان کا رویہ ہی اختیار کریں اور ہمیں تو اس سے بڑھ کر ایک مسلمان اور آنحضور ﷺ کے سچے پیروکار کا رویہ اختیار کرنا چاہئے۔ میں ان سے توقع کرتا ہوں کہ وہ عام انسانی رویہ سے نیچے نہیں گریں گے۔ یہ بہت قابل شرم بات ہے۔ عام انسانی رویہ سے میری مراد یہ ہے کہ کسی کی مہمان نوازی سے تمام تر فوائد حاصل کئے جائیں اور پھر اس سے اس وجہ سے رقم قرض لی جائے کہ مہمان کے پاس پیسے کم ہو گئے ہیں مزید برآں زرمبادلہ کا مسئلہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ نیز ٹیلیفون کے اخراجات ہیں اور پھر ان کی واپس ادائیگی کو بالکل فراموش کر دیا جائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے تعلق رکھنے والوں کے لئے تو یہ ایک بہت بڑا جرم بن جاتا ہے۔ اور یہ بات میرے لیے بہت ہی تکلیف دہ ہے کہ ایک شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے تعلق رکھتا ہو وہ اس قسم کا رویہ اختیار کرے کیونکہ پھر اسکا اثر وہیں ختم نہیں ہو جاتا بلکہ میرے پیارے امام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک براہ راست تو نہیں مگر بالواسطہ پہنچتا ہے۔ حضورؑ کے نام پر بھی اسکی زد پڑتی ہے۔ اور یہ بات میرے لیے سخت تکلیف کا باعث ہے۔

چنانچہ میں خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے تعلق رکھنے والے افراد کو تنبیہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے رویّے درست کریں۔ نہ صرف انصاف اور برابری کے حوالہ سے رویّے درست کریں بلکہ اپنے مقام کا بھی خیال رکھیں۔ شفقت کا رخ ان کی طرف سے اوروں کی طرف ہونا چاہئے نہ کہ اس کے برعکس۔ یہی ان کے لئے باعث اعزاز ہے۔ اگر وہ واقعۃً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دوہرا رشتہ رکھتے ہیں تو ان سے یہی توقع کی جاتی ہے اور اگر انہوں نے اس طرف توجہ نہ کی تو وہ خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوں گے۔ میں آپ کو بتا دوں کہ آئندہ سے کسی ہمدردی کے جوش میں ان کے کسی مطالبہ کو نہ مانیں سوائے اس کے کہ اپنے امیر سے اجازت حاصل

کریں۔ یہ میں اس لئے کر رہا ہوں کہ مجھے پتہ ہے کہ ماضی میں بعض ایسے واقعات ہوئے جس سے خاندان اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے نام پر دھبہ لگایا گیا۔ ان واقعات سے مجھے سخت تکلیف ہوئی کیونکہ اس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر زد پڑی جو نا قابل برداشت ہے۔

چنانچہ میں آپ سب کو پابند کرتا ہوں کہ محترم شیخ مبارک احمد صاحب (امام مسجد فضل لندن) کی اجازت کے بغیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے کسی فرد کو قرض نہ دیں۔ وہ اگر ضروری سمجھیں تو مجھ سے مشورہ کر لیں ورنہ کسی ناخوشگوار واقعہ کی صورت میں وہ میرے سامنے جوابدہ ہوں گے۔ آپ شاید خیال کریں کہ یہ چھوٹا سا معاملہ ہے۔ یہ چھوٹا سا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ بہت بڑا معاملہ ہے اور اس کے اثرات دور رس ہیں۔ جب لوگ باتیں کرتے ہیں تو صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر ہی دھبہ نہیں لگتا بلکہ ان باتوں سے ایک مخلص احمدی کے اخلاص کے معیار پر بھی اثر پڑتا ہے۔ یہ باتیں پھر باہر پہنچتی ہیں۔ عوام الناس میں آزادانہ باتیں کی جاتی ہیں گو کہیں دبے لفظوں میں اور کہیں بآواز بلند۔ مگر مجھے علم ہے کہ باتیں بہر حال ہوتی ہیں اور اس سے پھر جماعت کا معیار گرتا ہے اور اخلاص اور قربانی پر چوٹ پڑتی ہے۔ پھر میں اسے چھوٹا سا معاملہ کیسے کہہ سکتا ہوں جبکہ یہ ایک بڑا معاملہ ہے۔

اگر شیخ صاحب اس قسم کے معاملات میں مجھ سے مشورہ کر لیا کریں کیونکہ لین دین تو چلتا رہتا ہے۔ یہ غیر فطری، غیر اخلاقی یا غیر اسلامی بات نہیں کہ کسی شخص کو عاریۃً رقم قرض لینی پڑ جائے۔ اور یہ ہو بھی سکتا ہے۔ آنحضور ﷺ خود بھی کبھی کبھار قرض لے لیا کرتے تھے۔ مگر اسے وقت پر واپس نہ کرنا نہایت بری بات ہے۔ خصوصاً اس حال میں کہ آپ اپنے تمام تر معیار زندگی کو تو برقرار رکھیں اور دوسروں کے بارہ میں اپنے فرائض سے غفلت برتیں۔ یہ غور طلب امر ہے کہ کوئی آپ کی خاطر کیوں کمائے؟ کیوں وہ آپ کی خاطر سخت محنت کرتا پھرے؟ یہاں زندگی اتنی آسان نہیں مجھے علم ہے اپنا خون پسینہ بہانا پڑتا ہے۔ اور پھر کوئی شخص آئے اور آرام سے کسی چھوٹی یا بڑی رقم کا تقاضا کرے اور پھر اسے لے کر غائب ہو جائے یہ بہت ہی ناپسندیدہ امر ہے۔ اسی کو میں غیر انسانی رویہ کہتا ہوں۔ چنانچہ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر اس کے بعد اب کسی سے دھوکہ ہوا اور کوئی اپنی جائز آمد سے محروم

ہو جائے تو وہ خود ذمہ دار ہوگا اسے کوئی حق نہیں ہوگا کہ وہ لوگوں کے سامنے باتیں کرتا پھرے کیونکہ میں نے اسے تنبیہ کر دی ہے۔

دوسرے اگر شیخ صاحب میرے مشورہ سے کسی کو قرض دلوائیں تو پھر اس صورت میں اگر قرضدار اپنا وعدہ پورا نہ کرے تو میں اسکی ادائیگی کا ذمہ دار ہوں گا۔ یہ ایک سیدھا سادہ لین دین ہے، صاف ستھرا اور منصفانہ۔ چنانچہ اگر آپ ایماندار اور کھرے لوگوں کا رویہ اختیار کریں تو پھر انشاء اللہ آپ کا یا جماعت کا کبھی بھی کچھ نہیں بگڑے گا۔ یہ بہت اہم بات ہے۔ یہ معاملات چھوٹے نہیں ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کسی جماعت کے بننے میں یہ بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ صاف ستھرا، شفاف لین دین، سادہ و آسان زندگی اور قابل اعتبار گفتگو ہی دراصل کسی جماعت کے قیام کے لئے ضروری امور ہیں۔ اگر انہیں نظر انداز کر دیا جائے تو جماعت میں دراڑ پڑ جاتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر توجہ دینے سے ہم وہ مقام حاصل کر لیں گے انشاء اللہ تعالیٰ جس کے بعد اگلی منزل پر قدم رکھنے کے لئے تیار ہوں گے جس کی طرف بالآخر ہمارا رخ ہے۔

یہ امور آپ کی مدد کریں گے۔ یہ آپ کو تیار کریں گے، ایک صاف ستھرے معاشرہ، ایک نارمل طرز زندگی، سادہ طرز زندگی گزارنے کے لئے جہاں سچائی کی قدر ہو، جہاں الفاظ پر اعتبار کیا جائے، جہاں ایک شخص کو یقین ہو کہ دوسرے اسکا خیال رکھتے ہیں اور یہ کہ وہ اپنی جائز آمد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ ان باتوں سے اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ چیزیں لوگوں کو اعتماد دیتی اور متحرک کرتی ہیں کہ وہ مستقبل میں ترقی کر سکیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے میں ان باتوں پر زیادہ توجہ دے رہا ہوں۔ کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ ایک صحت مند معاشرہ کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔ اگر آپ کو سردرد ہو تو یہ ایک معمولی چیز ہے۔ کوئی ایسی بیماری نہیں جو مہلک ہو۔ میرا مطلب ہے کہ شاذ کے طور پر ہی کوئی شخص سردرد سے وفات پا سکتا ہے۔ مگر یہ بعض پوشیدہ بیماریوں کی علامت ہوتی ہے۔ میں عام سردرد کی بات کر رہا ہوں۔ مگر معمولی سی سردرد بھی کسی شخص کو اس حد تک بیمار کر سکتی ہے کہ اسکی زندگی کی تمام خوشیاں کافور ہو جائیں۔ وہ اپنے کھانے سے لطف نہیں اٹھا سکتا۔ وہ دوستوں کی صحبت سے بھی لطف اندوز نہیں ہوتا۔ وہ کسی بھی ایسی چیز سے لطف اندوز نہیں ہوتا جس سے عموماً انسان لطف اٹھاتے

ہیں۔ چنانچہ یہ وہ کیفیت ہے جسے بیماری کہا جاتا ہے۔ یہ آپ سے ترقی کرنے اور معمول کی زندگی گزارنے کی خواہش چھین لیتی ہے۔ چنانچہ اگر معاشرہ بیمار ہو جائے۔ خواہ بیماری کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو اسکی اصلاح ضروری ہے۔ کیونکہ بالآخر ایسے بیمار لوگ اپنے مقصد کو اس عمدگی سے حاصل نہیں کر سکتے جسے وہ عام طریق پر حاصل کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب پر رحم فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ یہاں آنے والوں کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں اپنے فرائض ادا کرنے کے لئے طاقت بخشے۔ سادہ زندگی گزارنا جو دوسرے لوگوں کو آرام و آسائش کی چیزیں مہیا ہیں ان کی خواہش کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے اور بہت آسان ہے۔ بہت عمدہ اور لمبے عرصہ تک زیادہ خوشی کے حصول کا راستہ لوگوں کے پیسوں سے چیزیں خریدنے اس طرح زندگی سے لطف اندوز ہونے اور بعد میں بدنام ہونے سے یہ امر کہیں بہتر ہے کہ اپنے پیچھے اچھی یادیں چھوڑ کر جائیں تا کہ لوگ آپ کو پیار اور محبت سے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور آپ کا دوبارہ انتظار کریں۔ نہ یہ کہ وہ اللہ سے یہ دعا کریں کہ آپ دوبارہ کبھی نہ آئیں۔ نہ یہ کہ وہ یہ دعا کریں کہ اس جیسے شخص سے ان کا دوبارہ کبھی واسطہ نہ پڑے اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ کوئی نام بدنام ہو جائے تو میرے لئے یہ ناقابل برداشت ہے۔ یہ بالکل نہیں ہونا چاہئے۔ آپ اس بارہ میں میری مدد کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کی محبت کا تقاضا ہے کہ آپ خاندان حضرت اقدسؑ کی مدد کا یہ انداز اختیار کریں کہ نامناسب رویہ اپنائے بغیر مضبوطی اور نرمی سے اور عمدہ برتاؤ اور نصیحت کے درست الفاظ کے ذریعہ انہیں سمجھائیں تو یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کا صحیح انداز ہوگا نہ کہ اس کے برعکس۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق دے۔ اور خدا تعالیٰ آپ سب کو جزا عطا فرمائے۔ لندن کے احمدی جو مہمانوں کے لئے قربانی کرتے ہیں صرف اس لیے کہ وہ ان کے دینی بھائی ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیروکار ہیں۔ احمدیت سے محبت کی وجہ سے ہی آپ (یعنی لندن کے احمدی) یہ کوشش کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ پر فضل و کرم فرمائے اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ السلام علیکم۔

(خطبہ ثانیہ کے بعد جماعت کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ حضور انور نے درخواست قبول فرمائی ہے کہ حضور نماز کے بعد دستی بیعت لیں گے۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ نماز کے بعد بیعت ہوگی لوگ رش کر کے آگے نہ آئیں بلکہ اسی طرح ایک دوسرے کی کمر پر ہاتھ رکھیں۔)

بیعت کی کاروائی شروع ہونے سے پہلے حضور انور نے اردو میں فرمایا:

''اب بیعت ہوگی پہلے مقامی لوگ امیر صاحب انگلستان، مبلغین جو یہاں ہیں، قریب آجائیں اور ہاتھ پہ ہاتھ رکھیں''۔

پھر حضور نے انگریزی میں فرمایا:

اگر یہاں ایک دوست Mr Steel نامی موجود ہیں جن سے میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں انہیں بیعت کے وقت اپنا ہاتھ تھامنے کا موقع دوں گا، تو وہ سامنے آئیں۔ ایک نوجوان مسٹر سٹیل (جو یونیورسٹی کے طالب علم ہیں) نے مجھے کہا کہ وہ اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں انہیں بیعت کے دوران اپنا ہاتھ تھامنے کا موقع دوں۔ چونکہ میں نے ان سے وعدہ کیا تھا۔ اگر وہ یہاں ہیں تو براہِ مہربانی سامنے آئیں۔ ورنہ غالباً میرا خط انہیں وقت پر نہیں مل سکا ہوگا (جہاں بھی آپ ہیں اپنے ہاتھ وہیں ایک دوسرے پر رکھ لیں)

بیعت لینے سے قبل حضور اقدس نے اردو میں فرمایا:

بیعت جو ہے یہ بہت مشکل کام ہے۔ اس کے تقاضے پورے کرنے بڑا خوف کا مقام ہے۔ میری اپنی حالت انتہائی غیر ہو جاتی ہے کیونکہ ہر دفعہ مجھے بھی منصب خلافت کی بیعت کرنی پڑتی ہے۔ اور مشکل یہ ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں، مجبور ہیں ہم، اپنی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے بھی بیعت کرنے پر مجبور ہیں۔ تو اس بے بسی کا ایک ہی چارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بہت دعائیں کی جائیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے باریک تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر ہماری کمزوریاں ہیں تو ان سے بخشش فرمائے، مغفرت فرمائے، پردہ پوشی فرمائے جو کمزور ہیں انکو بھی کشاں کشاں ساتھ لیے چلیں اور جو صحت مند ہیں اللہ تعالیٰ انکو اور صحت عطا فرمائے۔ ان دعاؤں کے ساتھ ہم بیعت کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضور نے احباب سے بیعت لی۔ بیعت کے بعد حضور نے پرسوز دعا کروائی۔